

مُہر جبّاریت

قرآن مجید کی روشنی میں

مرتبہ
محمّد صدّیق میمن

شائع کردہ
ادارہ مطبُوعاتِ اسلامیہ
۲/۱۶۲ ـ حسین آباد ۴ـ فیڈرل بی ایریا ، کراچی ۳۸
فون ۶۳۲۴۱۰۴ — ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت :- چار روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابھی تک ادارہ کی مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:-

۱۔ امام ابوحنیفہؒ پر بہتانِ عظیم ۷/-
۲۔ مسلک پرستی کی بنیاد ۴/-
۳۔ اسلام میں فرقے نہیں ۴/-
۴۔ اسلام کی مسخ شدہ شکلیں ۷/-
۵۔ حدیث بھی کتاب اللہ ہے ۷/-
۶۔ تقلید شرک ہے ۴/-
۷۔ وسیلہ (قرآن مجید کی روشنی میں) . . ۴/-
۸۔ صحیح حدیث کو پرکھنے کے جدید معیار . . ۷/-
۹۔ رویتِ ہلال (قرآن مجید اور صحیح احادیث سے) ۸/-
۱۰۔ مناظرہ (قرآن مجید کی روشنی میں) . . ۴/-
۱۱۔ فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت نہیں . . ۸/-
۱۲۔ مُہرِ جبّاریت (قرآن مجید کی روشنی میں) ۴/-
۱۳۔ ایمان اور ہدایت کا معیار . . . ۴/-
۱۴۔ بدعتِ حسنہ کی شرعی حیثیت . . . ۴/-
۱۵۔ اولیاء اللہ (قرآن مجید اور صحیح احادیث سے) ۴/-
۱۶۔ احکامِ رمضان ۱۰/-
۱۷۔ سکتے اور قرأت خلف الامام . . . ۴/-
۱۸۔ رفع یدین فرض ہے ۱۰/-
۱۹۔ فتوے اسلام نہیں ۴/-
۲۰۔ تاریخ کا کفر ۸/-
۲۱۔ اسلام کا نظریہ شفاعت ۸/-
۲۲۔ مولانا ۱/-
۲۳۔ ختمِ نبوت سے انکار کفر ہے ۱/-
۲۴۔ دعوتِ اسلام ۱۰/-
۲۵۔ حق کیسے غالب ہوتا ہے ۴/-
۲۶۔ ایک سلام سے تین وتر جائز نہیں . ۴/-
۲۷۔ فسادِ اُمّت ۴/-
۲۸۔ مسنون نماز ۱۵/-
۲۹۔ مسنون دعائیں ۱۲/-
۳۰۔ ترکِ نماز کفر ہے ۱/-
۳۱۔ تکبیر کا تکبّر ۴/-
۳۲۔ مسلک اہلحدیث کی حقیقت . . . ۱۲/-
۳۳۔ دعوتِ حق ۴/-
۳۴۔ دعوتِ توحید ۴/-
۳۵۔ فتنے اور ان کا سدّباب ۷/-
۳۶۔ کیا وسیلہ جائز ہے؟ ۴/-
۳۷۔ فتنے کیوں اٹھتے ہیں؟ ۲/-
۳۸۔ ضبطِ تولید اور قانونِ فطرت . . . ۲/-
۳۹۔ دینِ قیّم ۷/-
۴۰۔ شعبان کا مہینہ اور شبِ بارات . . . ۷/-
۴۱۔ الجماعۃ ۱۲/-
۴۲۔ اصولِ حدیث ۷/-
۴۳۔ بوقت شادی حضرت عائشہؓ کی عمر؟ ۴/-
۴۴۔ تعارف تفسیر قرآنِ عزیز . . . ۱/-

آپ خط لکھ کر یا فون کر کے مندرجہ بالا کتابیں منگوا سکتے ہیں۔ رقم منی آرڈر کے ذریعہ بعد میں روانہ کر دیجئے۔
ڈاک خرچ ہمارے ذمہ ہوگا۔ تاجران کتب رابطہ قائم کریں۔

۲/۱۶۲۔ حسین آباد ۲ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸
ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ
فون ۶۳۲۴۱۰۴ - ۶۳۲۳۳۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُہرِ جبّاریت

مُہرِ جبّاریت اختلاف، ریب و شک، ضلالت اور جدال و مناظرہ کے بعد گمراہی کا پانچواں اور آخری درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے، دیکھنے اور سننے کے لئے دل، آنکھیں اور کان دیئے ہیں اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا۔ اس کے باوجود جو شخص ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے بلکہ حق پر ستم ایجاد کرے اور اپنے عقائدِ باطلہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق سننے اور سمجھنے کی صلاحیت ماؤف ہو جاتی ہے بلکہ کر دی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں مہرِ جبّاریت کی اس کیفیت کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے مثلاً

ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر سنتے نہیں، یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں، یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں، ہمارے کان بہرے ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے، تو اپنا کام کر، ہمیں اپنا کام کرنے دے۔ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے، ان کے دلوں اور کانوں میں مہر لگا دی گئی ہے، ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے، ان کے کانوں میں ثقل ہے۔

یہ مہرِ جبّاریت کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان حق کی طرف سے بالکل بے حس اور بے پرواہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کا دشمن بن جاتا ہے۔

یہ مہرِ جبّاریت ان لوگوں پر لگا دی جاتی ہے جو دنیوی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ہر گمراہی کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔ جب اہلِ باطل کے اکابر علماء کو اہلِ حق سے حرج ہوتا ہے تو اس مرحلے کی ابتداء بدکلامی اور بہتان تراشی سے ہوتی ہے اور انتہا ظلم و ستم پر ہوتی ہے حتیٰ کہ انبیاء کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں گمراہی کے یہ پانچوں درجے کہیں جُدا جُدا اور کہیں دو دو یا اس سے زیادہ ایک جگہ پر بھی مذکور ہیں مثلاً سورۂ مؤمن کی آیات ۳۴ اور ۳۵ میں "اختلاف" کے علاوہ گمراہی کے چاروں درجے ایک ساتھ مذکور ہیں۔

(فرعون کے دربار میں ایک ایمان والا بھی تھا، اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے اپنے درباریوں سے مشورہ طلب کیا تو اس نے فرعون کو اپنے جذبۂ ایمان سے للکارا اور آخر میں کہا) :-

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ (۱) مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (۲) ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ (۱) بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ (۳) ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۴) ۝ (مؤمن - ۳۴-۳۵)

"اور اس سے پہلے یوسف بھی تمہارے پاس معجزے (اور سلطانی دلائل) لے کر آئے تھے لیکن تم ان امور میں شک (۱) میں ہی پڑے رہے جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے حتیٰ کہ جب وہ ہلاک (وفات) ہو گئے تو تم نے کہا، اس کے بعد اب اللہ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اس طرح اللہ ہر اس شخص کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے زیادہ شک کرنے والا ہوتا (۲) ہے، جو لوگ اللہ کی آیات میں (۱) بغیر سلطانی دلیل کے بے سند جھگڑے نکالتے ہیں (۳) (کوئی ٹیڑھی دلیل تلاش کرتے ہیں پھر مناظرہ کرتے ہیں) ان سے اللہ اور ایمان والوں کو بڑی سخت نفرت ہے۔ اس طرح اللہ مطلق العنان (جابر) (۴) اور گھمنڈی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (یعنی اسکے دل پر مُہر جبّاریت ثبت کر دیتا ہے)"۔

ان آیات میں "اختلاف" کو چھوڑ کر گمراہی کے چاروں درجے مذکور ہیں ۔ مہرِ جبّاریت گمراہی کا آخری درجہ ہے ۔ ایسا شخص عذاب یا موت کو دیکھ کر ہی ایمان لاتا ہے، اس وقت وہ جو کلمہ پڑھتا ہے وہ ناقابل قبول ہوتا ہے، فرعون اس کی مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں قبولیت حق کی صلاحیت رکھی ہے لیکن جب کوئی

شخص اپنی نفسانی خواہشات یا غلط ماحول کی وجہ سے اپنی فطرت کے برخلاف باطل پروری، حق فراموشی اور عناد و فساد کا طریقہ اختیار کرنے لگتا ہے تو قانونِ قدرت یہ ہے کہ اس شخص میں قبولیتِ حق کی صلاحیت گھٹتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ ایک وقت وہ آتا ہے کہ وہ صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

مہرِ جبّاریت کی یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق وجود میں آتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو کر "طبع یا ختم" کہلاتی ہے گویا کہ اس مہر کے لگ جانے کے بعد اس شخص کا کفر مضبوط ہو جاتا ہے جیسے "وبطُ القلب" سے ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔

اب مہرِ جبّاریت کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے چند آیات پیش کی جاتی ہیں :-

كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝

(الشعراء - ۱۲۳ تا ۱۳۰)

عاد کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی ہودؑ نے ان سے کہا، کیا تم لوگ اللہ سے ڈرتے نہیں؟ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں (اگر تم ایمان لاؤ تو میں تمہارے ایمان کا نگراں ہوں) بس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر بلند ٹیلے پر بیکار یادگاریں بناتے ہو؟ اور تم تو بڑی اونچی اونچی عمارتیں (حوض اور تالاب) بھی تعمیر کرتے ہو، جیسے تم کو ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو بہت سخت طریقہ سے پکڑتے ہو (تم لوگ بڑے جابر اور ظالم ہو)۔

جب کسی قوم میں مال و دولت کی فراوانی ہو جاتی ہے تو فضولیات زندگی کی ضروریات بن جاتی ہیں اور گناہ فیشن بن جاتے ہیں پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نفسانی خواہشات میں لگاتار اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح ظلم و ستم کے لئے بھی راستہ ہموار ہو جاتا ہے، جن کو نہیں

ملتا وہ ڈاکہ زنی اور اغواء پر اُتر آتے ہیں۔ اونچی اونچی عمارتیں اور یادگاریں تعمیر کرنا آخرت کو بھول جانے کا ثبوت ہے۔ پھر یہ وہ محرکات ہیں جو بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہرِ جباریت اور عذاب کا سبب بنتے ہیں ورنہ اس کی ایک ہی صورت ہے، وہ یہ کہ قوم اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کر لے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۰۰)

(اے رسول!) جو لوگ زمین پر رہنے والی قوموں (کی ہلاکت) کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں، کیا ان کے لئے یہ بات باعثِ ہدایت (اور عبرت) نہیں کہ (کس طرح ہم نے پہلے لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا تھا)۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب مصائب میں مبتلا کر دیں اور یہ (ہم ہی ہیں جو ہٹ دھرمی کے فطری نتیجہ کی وجہ سے ایسے) لوگوں کے دلوں پر مہرِ (جباریت) لگا دیتے ہیں پھر وہ نصیحت کی بات نہیں سنتے۔

قرآن مجید میں اگلی قوموں کے حالات بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ آنے والی قومیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کریں لیکن جب یہ قومیں بھی ان کے حالات سے نصیحت اور عبرت حاصل نہیں کرتیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر بھی مہرِ جباریت لگا دیتا ہے۔ پھر یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر سکتیں کیونکہ ان کے دلوں پر مہر ثبت ہو جانے کے بعد ان میں نصیحت حاصل کرنے کی فطری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، پھر یہ کچھ نہیں سمجھتیں، بس جانوروں کی طرح اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ جاتی ہیں۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یٰسٓ - ۱۰)

(اے رسول!) آپ ایسے لوگوں کو (قرآن کے ذریعہ) ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، ان کے لئے دونوں برابر ہیں، یہ ماننے والے نہیں۔

جو لوگ جان بوجھ کر حق کو جھٹلائیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کو ہی زندگی کا

اصل مقصد بنالیں، ان پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔ ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان میں ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہو جاتی ہے اور یہی چیز بالآخر مہرِ جباریت کا سبب بن جاتی ہے اس لئے ان کو ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہو جاتا ہے۔ یہ صرف موت سے ڈرتے ہیں اور ہر حال میں مرنا نہیں چاہتے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○ (یٰسٓ - ۱۱)

(اے رسول!) آپ تو اس شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو (اس) نصیحت کی پیروی کرے اور اللہ سے غائبانہ ڈرتا رہے۔ ایسے آدمی کو مغفرت اور عزّت والے اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔

جس شخص کو حق معلوم نہیں لیکن وہ حق کی تلاش میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اور یہ ارادہ رکھتا ہے کہ حق مل جائے تو اسے تسلیم کرلے گا، ایسے آدمی کو حق بات بتانا مفید ہوتا ہے، ایسا شخص فوراً حق کو قبول کرلیتا ہے، اُسے ڈرایا جائے تو فوراً ڈر جاتا ہے، نہ کسی قسم کی ہٹ دھرمی کرتا ہے اور نہ ضد، حق پر ایمان لے آتا ہے اور اس پر عمل شروع کر دیتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ، فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الجاثیہ - ۲۳)

(اے رسول!) کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا اِلٰہ بنالیا ہے؟ وہ علمِ (حق) کو جانتا ہے اس کے باوجود اللہ نے اس کو گمراہ کر دیا۔ اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہرِ (جباریت) لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، اب اللہ کے بعد اسے کون سیدھے راستہ پر چلا سکتا ہے؟ تو اے لوگو! کیا اب بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

ایک شخص کے پاس علمِ دین تھا لیکن پھر بھی اس نے اپنے نفس کو اپنا اِلٰہ بنالیا پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو گمراہ کر دیا بلکہ اس کے کان اور دل پر مہرِ جباریت لگادی اور

اس کی آنکھوں پر بھی پردہ ڈال دیا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ (الاعراف - ١٧٥)

اور (اے رسول!) ان کو اس شخص کا حال بھی سنائیے جس کو ہم نے اپنی آیات (کے علم) سے نوازا تھا (لیکن) بعد میں وہ ان آیات (کے علم سے) عاری ہو گیا (بس پھر کیا تھا) شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ علمِ دین بھی ہدایت کے حصول کا ثبوت نہیں۔ ایک عالم جب اپنے نفس کو اپنا اِلٰہ بنائے گا تو لازماً وہ اپنے نیازمندوں کو گمراہ کر کے بھی نہیں چھوڑے گا۔ اگلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس عالم اور اس عالم جیسی قوم کی مثال بھی بیان فرما دی ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (الاعراف - ١٧٦)

اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے بلند کر دیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگا۔ اس کی مثال کتے جیسی ہے کہ اگر تم اس پر کوئی بوجھ لادو (اس سے کوئی کام لو) تو وہ (زبان نکال کر) ہانپے اور اگر یوں ہی چھوڑ دو (اس سے کوئی کام نہ لو) تو بھی ہانپے (اور یہ مثال اُسی کے لئے نہیں بلکہ) یہ مثال ان (تمام) لوگوں پر صادق آتی ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا (اور اپنے نفس کو اِلٰہ بنا لیا)، تو (اے رسول!) آپ (ان جھٹلانے والوں کے) قصے ان لوگوں کو سنا دیجئے تاکہ یہ لوگ غور و فکر کریں۔

اس آیت سے یہ نصیحت حاصل ہوتی کہ جو لوگ علمِ دین حاصل ہونے کے باوجود اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ جاتے ہیں وہ دین کے معاملے میں قابلِ اعتماد نہیں ہوتے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ، وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا، وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا، وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ۝ (الاعراف - ۱۴۶)

میں عنقریب ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق بڑے بنتے ہیں۔ (یہ ایسے لوگ ہیں کہ) اگر تمام آیات کو دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں (ان احکام کو نہ مانیں) اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس پر نہ چلیں البتہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس پر (ضرور) چلیں۔ یہ صرف اس لئے ہوگا کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت برتتے رہے۔ (ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے)۔

یہ کون لوگ ہوں گے؟ یہ وہ لوگ ہوں گے جو زمین میں ناحق بڑے بنیں گے، ظاہر ہے وہ علم بھی رکھتے ہوں گے پھر بھی گمراہی کے راستہ پر چلیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ (ھود - ۵۸ تا ۵۹)

اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود اور ان کے ساتھ جو ایمان والے لوگ تھے ہماری رحمت سے ان کو بچا لیا اور (ان کی قوم کے) ظلم (سخت عذاب) سے بھی ان کو نجات دی۔ یہ قوم عاد تھی جو (دل سے اقرار کے باوجود) ان کے رب کی آیات سے انکار کرتی تھی، اس کے رسولوں کی نافرمانی کرتی تھی اور ہر جان بوجھ کر حق بات کی مخالفت کرنے والے مطلق العنان (جابر) حاکم کی فرماں برداری کرتی تھی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس قوم کے حاکم اور رہنما گمراہ ہوتے ہیں وہ اپنی قوم کو بھی ضرور گمراہ کرتے ہیں۔ اس طرح پوری قوم کی خصوصیات یکساں ہوتی ہیں لیکن بعض

لوگ ایسے نہیں ہوتے اور وہ قلیل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام اعمال کے نتائج مقرر ہیں۔ انسان کی بعض برائیاں ایسی ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں عقلِ سلیم زائل ہو جاتی ہے یعنی اس کی عقلِ سلیم پر مہر لگ جاتی ہے۔ ضد، حق پوشی اور فساد ایسی خصوصیات ہیں جو انسان کو صحیح راستہ اختیار کرنے سے روکتی ہیں۔ ان حالات میں اس کا ضمیر تک اس کی ملامت نہیں کرتا، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گمراہ ہی رہتا ہے۔ یہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ لہٰذا مہرِ جباریت لگنے کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے جبکہ اصل قصور انسان کا ہی ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام کیوں کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے اگر کوئی شخص زہر کھالے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا، کیونکہ زہر میں ہلاک کرنے کی خاصیت اُسی نے پیدا کی ہے لیکن حقیقت میں ہلاکت کا اصل سبب اس شخص کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زہر کھانے پر مجبور نہیں کیا تھا، بلکہ منع کیا تھا۔ اس طرح وہ شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نتائج سے دوچار ہوا۔ اسی طرح گناہوں کے نتیجہ میں دل وغیرہ پر مہر لگنے سے اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ان نتائج کی تخلیق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

كَلَّا بَلْ ، رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (المطففین ۱۴)	بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بداعمالی کی وجہ سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"بے شک بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر جب وہ اس گناہ سے دور ہو جاتا ہے، معافی مانگتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ کو دوبارہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ (بڑھتے بڑھتے) وہ سیاہی قلب پر چھا جاتی ہے اور یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔" یعنی ان کے گناہوں

کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔" (رواہ الترمذی فی ابواب تفسیر القرآن وصححہ)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ (النحل - ۱۰۷ - ۱۰۸)

(جو لوگ ایمان لانے کے بعد بھی اللہ سے دل کھول کر کفر کرتے ہیں) اور وہ محض اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر زیادہ عزیز رکھا اور اللہ ایسے باطل پرستوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے مہر (جبّاریت) ثبت کر دی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو آخرت کی کوئی فکر نہیں)۔

ہر شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے عقائد عین اسلام کے مطابق ہیں اور وہ انہیں عقائد کی وجہ سے غفلت میں پڑا ہوا ہے بلکہ مطمئن ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات کی پختہ امید رکھتا ہے۔ جو ریگستان میں سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اس کو بھی ایسی ہی امید ہوتی ہے۔ یہ محض فروعی عقائد اور اعمال کا دھوکہ ہے جن کو لوگ اسلام سمجھ بیٹھے ہیں اسلام تو وہ ہے جو غفلت کی نیند سے بیدار کر دے اور میدانِ کارزار میں کھینچ کر لائے لیکن یہاں تو لوگ آسودہ اور عیّاش بنتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ اسلام ہرگز نہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

اور (اے رسول! ان کی تو یہ حالت ہے کہ) جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے (جس میں یہ حکم ہوتا ہے) کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے جو مالدار اور مرتبہ والے ہیں وہی آپ سے (جنگ میں نہ جانے کی) اجازت طلب کرتے ہیں اور

يَفْقَهُوْنَ ○ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ، وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (التوبہ۔ ۸۶ تا ۸۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں تو آپ چھوڑ ہی دیجئے تاکہ جو لوگ (گھروں میں) بیٹھے رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ (بیٹھے) رہیں۔ ان کو عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں رہ جانا پسند آیا، ان کے دلوں پر مہر (جبّاریت) لگ چکی ہے لہٰذا (اب) یہ سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں سے بھی جہاد کیا اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کیا، ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان کو اپنی بزدلی پر غیرت نہیں آئی اور آئے بھی کیسے؟ ان کے دلوں پر کفر اور نفاق کی مہر لگا دی گئی ہے لہٰذا وہ سمجھتے ہی نہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے، ایمان کے دعوے کے باوجود ان کو عورتوں کے ساتھ رہ جانا پسند آیا۔ اسلام تو جان اور مال کی قربانی چاہتا ہے اور یہی اس کا سب سے اہم مطالبہ ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ، اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ (التوبہ۔ ۸۵)

(اے رسول!) ان کے مال اور ان کی اولاد کی کثرت) آپ کو تعجب میں نہ ڈال دے (یہ ہماری رضاء کی دلیل نہیں ہے بلکہ) ان کے ذریعہ اللہ ان کو دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے اور (اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ) جب ان کی جان نکلے تو ایسی حالت میں نکلے کہ یہ کافر ہوں۔ (ان کو ان کا ایمان کا دعوٰی کچھ کام نہیں آئے گا)۔

وہ مال و دولت اور اولاد کی فکر میں گھلتے رہیں گے اور پریشان ہوتے رہیں گے بلکہ مال اور اولاد کی محبت میں اللہ کو بھی بھول جائیں گے اور آخرت کے انجام سے بھی بے خبر رہیں گے بلکہ ان کی جان ایسی حالت میں نکلے گی کہ وہ کافر ہی ہوں گے۔ یہ سب ان کی بداعمالی کے نتائج ہیں جن کا خمیازہ ان کو بھگتنا ہی پڑے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ (النسآء - ۱۳۷)

کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں آگے بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ان کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزلِ مقصود تک پہنچائے گا۔

جو شخص راہِ راست کو تلاش کرنے اور اختیار کرنے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس کا دل خلوص سے خالی ہوتا ہے وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے راہِ راست کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنی عقل اور عیش آرام کے مطابق چلتا ہے اور حق کو پہچان لینے کے باوجود اس کو چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (المنفقون - ۳)

یہ اس لئے کہ یہ لوگ (دل سے) ایمان لائے (یعنی حق کو پہچان لیا لیکن) پھر کفر کیا (یعنی حق کو چھپایا) تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے (مگر اپنا فائدہ)۔

جو شخص ایمان لانے کے بعد راہِ راست پر نہ چلے اور کفر اختیار کرے تو اس کا دینی فہم سلب کر لیا جاتا ہے اور اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہرگز مغفرت نہیں کرے گا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (التوبہ - ۸۴)

اور (اے رسول!) ان میں سے جب کوئی مرے تو آپ کبھی اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ (اس لئے کہ) انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور جب مرے تو (اللہ اور اس کے رسول کے) نافرمان ہو کر ہی مرے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی منافق اور فاسق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے رہے بلکہ آپ مقروض کی نمازِ جنازہ بھی نہیں پڑھواتے تھے جب تک اسکے قرض کا ذمّہ کوئی اپنے سر نہ لے لیتا۔

اگر اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور سنّت پر عمل کیا جاتا تو لوگوں کے لئے باعث عبرت ہوتا اور گمراہی کے خلاف ایک بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی لیکن یہاں تو کسی کو عبرت دلانے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ایصالِ ثواب کے ذریعہ سب کو بخشوا دیا جاتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کرانے کا اختیار حاصل کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ثابت ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کیا ثابت ہوئی ؟

ایصالِ ثواب اور مغفرت پر اتنی احادیث، قصّے اور خواب گھڑ لئے گئے ہیں کہ ان کو شریعت کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اصل احکام کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ یعنی حق کو چھپا دیا گیا ہے اور یہی کفر ہے۔ مثلاً :-

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر گزرے تو عذاب ہو رہا تھا۔ کچھ وقفہ کے بعد پھر گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس قبر میں نور ہی نور ہے اور وہاں رحمتِ الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ مجھے اس کا بھید بتایا جائے۔ ارشاد ہوا "اے روح اللہ! یہ سخت گنہگار اور بدکار تھا، اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی۔ اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس کو مکتب بھیجا گیا، استاد نے اس کو بسم اللہ پڑھائی۔ مجھے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں کہ جس کا بچّہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے"۔ (تفسیر نعیمی)

(۲) ایک شخص نے مرنے سے پہلے یہ وصیّت کی کہ انتقال کے بعد میرے سینے اور پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھ دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر کسی نے خواب میں اس شخص کو دیکھ کر حال پوچھا، اس نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی تو کہا:-

"تو عذاب سے بچ گیا"۔ (درِّ مختار)

(۳) قیامت کے روز عذاب کے فرشتے ایک بندے کو پکڑ لیں گے، حکم ہوگا کہ اس کے اعضاء کو دیکھ لو اس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ چنانچہ فرشتے تمام اعضاء کو دیکھ ڈالیں گے، کوئی نیکی نہیں ملے گی۔ پھر فرشتے اس سے کہیں گے، اب ذرا اپنی زبان باہر نکالو

کہ اس میں دیکھ لیں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ جب وہ زبان نکالے گا تو اس پر سفید خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا پائیں گے۔

اُسی وقت حکم ہو گا "جا ہم نے تجھے بخش دیا"۔ (نزہتہ المجالس)

(ماخذ:- فیضان سنّت، باب اوّل۔ از مولوی محمد الیاس قادری امیر اہلسنت)

اسلام کوئی خوابوں کی شریعت نہیں کہ میت کی پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دینے سے اس کی بخشش ہو جائے، جس نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اور فرشتے اس کے تمام اعضاء کو دیکھ ڈالیں پھر بھی ان کو کوئی نیکی نہ ملے وہ زبان نکالے تو اس پر بسم اللہ شریف لکھا ہوا پائیں اور وہ بخش دیا جائے۔

خواب وخیال اور قصّوں کا اللہ تعالےٰ کے دین سے کیا تعلق؟ بس کسی بھی طرح لوگوں کو طریقت کی طرف راغب کرنا اور خام خیالیوں میں مبتلا کرنا۔

کہاں قرآن مجید کی یہ آیات اور کہاں یہ موضوعات (گھڑی ہوئی باتیں)، گویا جنّت کی سندیں تقسیم کی جا رہی ہیں بلکہ اسلام کو سہل انگاری کی نذر کر دیا گیا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبۃ - ۸۰)

(اے رسول!) اگر آپ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں یا نہ کریں (دونوں برابر ہیں) اگر آپ ان کے لئے ستّر مرتبہ بھی مغفرت کی دعاء کریں گے تب بھی اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا، یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا (لہذا یہ مغفرت کے مستحق نہیں رہے) اور اللہ فاسقوں کو راہ راست پر چلا کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فاسقین کے حق میں اپنے غضب کا اظہار کیا ہے اور اس بات کا بھی اعلان کیا ہے کہ مغفرت کے جملہ حقوق اسی کے لئے محفوظ ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقین کے حق میں ستّر بار بھی مغفرت کی دعائیں کریں گے تو وہ

بھی مسترد کر دی جائیں گی۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں مانتے تھے۔ فسق کے معنی شریعت کی حد سے نکل جانا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (آل عمران - ۸۶)

اللہ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کفر کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ شہادت دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق ہیں اور انکے پاس کھلے دلائل بھی پہنچ چکے ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اسلام میں جو فرائض ادا کرنے سے انکار کر دے وہ مرتد ہے اور اس کی سزا توبہ یا قتل ہے۔ مرتد وہ ہے جو حکم کو ردّ کرے۔

فتووں کی گواہی :- (۱) کوئی مقام ایسا نہیں کہ احکام شرعی بندہ پر سے ساقط ہوں، اس کا خلاف الحاد و زندقہ و کفر ہے (مقدمہ ہدایہ) (۲) تارک الصلوٰۃ مارا جائے یہاں تک کہ اس کا خون جاری ہو (درِّ مختار جلد اوّل)۔ کیا اسکی نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا، وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ، فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ، كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ○ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ، وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ○ (الاعراف ۱۰۱-۱۰۲)

(اے رسول) یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم آپ کو سنا رہے ہیں، ان (بستیوں کے رہنے والوں) کے پاس ان کے رسول کھلے معجزات (اور دلائل) لے کر آئے تھے لیکن یہ لوگ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا دیا تھا اسے مان لیتے۔ اس طرح اللہ باطل پرستوں کے دلوں پر مہر (جباریت) لگا دیتا ہے۔ ہم نے ان لوگوں میں سے اکثریت کو وعدہ کا پابند نہیں پایا بلکہ اکثر کو فاسق ہی پایا۔

کفار کا عموماً یہ دستور رہا ہے کہ وہ معجزے کا مطالبہ کرتے ہیں اور معجزہ دیکھ کر ایمان

لانے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن وہ وعدہ پورا نہیں کرتے، وہ ایمان نہیں لاتے تھے اور یہ فاسق کا ہی کام ہے کہ وہ وعدہ کر کے اپنے وعدہ سے پھر جائے۔

عبرت

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ○ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○ (الحجر)

ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا لیکن اس کے لئے ہماری کتاب میں ایک وقت مقرر تھا۔ کوئی قوم اپنی مقررہ مدّت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا، كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ، فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ (مؤمنون - ۴۴)

پھر ہم پے در پے اپنے رُسُل بھیجتے رہے اور جب کسی قوم کے پاس اُسکا رسول آیا تو انہوں نے اسکو جھٹلایا تو ہم بھی ایک قوم کے پیچھے دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور اسکو قصّہ پارینہ بناتے رہے، بس جو قوم ایمان نہیں لائی (جب اسکی مدت پوری ہوگئی تو) اس کو دور کر دیا گیا۔

اقوام کی ہلاکت کا یہ اصول پہلے بھی کار فرما تھا اور آئندہ بھی کار فرما رہے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے ابھرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ کسی بھی وقت ایک نئی قوم اور اُمّت اُبھر سکتی ہے۔ الغرض ابھرنے کا موقع قوم، اُمّت اور جماعت کے لئے فراہم کر دیا گیا۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ، فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف - ۱۸۵)

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت کو اور (ان کے درمیان) جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں، ان کی طرف (نظر اٹھا کر) نہیں دیکھا؟ اور (کیا) انہیں اس بات کا ڈر بھی نہیں) کہ ان کا وقتِ اجل قریب آ لگا ہو؟ (اور مرتے ہی وہ عذاب میں گرفتار ہو جائیں؟ اگر وہ اب بھی اس قرآن اور رسول کی باتوں پر ایمان نہیں لائیں گے تو پھر اور کس بات (حدیث) پر ایمان لائیں گے؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی سلطانی اور ناقابلِ تردید دلیل پیش کی اور

توجہ دلائی کہ انسان اس کے سامنے کتنا بے بس اور حقیر ہے، پھر یہ بھی بتا دیا کہ قرآن وحدیث کے علاوہ اور کسی چیز پر بھی ایمان، لانا یعنی دین میں اس کو واجب سمجھنا مقبول نہیں ہوگا۔

جب حق کی دعوت اپنی بے آمیز شکل میں اٹھتی ہے تو وہ اتنی زیادہ مبنی بر حقیقت اور مطابقِ فطرت ہوتی ہے کہ کوئی شخص اس کی نوعیت کو سمجھنے سے عاجز نہیں رہ سکتا۔ مگر صدیوں کے عمل سے معاشرہ ایک خاص تقلیدی ڈھانچہ میں ڈھل چکا ہوتا ہے۔ اس ڈھانچہ کے تحت کچھ گدّیاں بن جاتی ہیں جن پر وقت کے اکابر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے کچھ مفادات قائم ہوجاتے ہیں۔ ان کے لئے کچھ عزّت اور شہرت کی صورتیں رائج ہوجاتی ہیں۔ ان کے جھنڈے اٹھا کر بہت سے لوگ اطمینان کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

ان حالات میں جب کسی غیر معروف کونے سے حق کی صدا بلند ہوتی ہے تو اس قسم کے لوگوں کو اپنی بنی بنائی دنیا بگڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ احساس ان کے اندر گھمنڈ کی نفسیات جگا دیتا ہے۔ ان کو اپنے مفادات کا ڈھانچہ ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟

اُن کے ذہن کے اوپر ایسے غیر محسوس پردے پڑ جاتے جو حق بات کو ان کے ذہن میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ جب کسی چیز کے بارے میں آدمی کے اندر مخالفانہ نفسیات جاگ اٹھے تو اس کے بعد وہ اس کی معقولیت کو سمجھ نہیں پاتا۔ خواہ اس کے حق میں کتنے ہی واضح دلائل پیش کئے جائیں۔ یہی وہ مانع کیفیت ہے جس کو قرآن مجید میں مُہر لگانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

الغرض، حق کا اعلان خواہ کتنا ہی واضح صورت میں ہو رہا ہو، کسی کے لئے قابلِ فہم اور قابلِ قبول اسی وقت بن سکتا ہے جب کہ وہ اس کے لئے اپنے دل کا دروازہ کھلا رکھے۔

نوٹ:۔ یہ مضمون "فرقوں میں اسلام نہیں" کا ایک باب ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ (محمد صدیق میمن)

ٹائیٹل اور کتابت: عبدالحفیظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی	اللہ تبارک وتعالیٰ	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی	اللہ کا رکھا ہوا نام : مسلم	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی	اللہ تعالیٰ سے تعلق	دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی	ایمان باللہ العظیم	وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآن عزیز .... (جلد اوّل تا ششم) (سورہ مؤمنون تک)
- توحید المسلمین .... (توحید کے موضوع پر ایک جامع کتاب)
- صلوٰۃ المسلمین .... (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات)
- حج المسلمین .... (قرآن مجید و صحیح احادیث سے ماخوذ)۔ • دعوات المسلمین ...... (مسنون دعائیں)
- منہاج المسلمین .... (اسلام کا ضابطۂ حیات) • برہان المسلمین ..... (فتنۂ انکارِ حدیث کا جواب)
- تفہیم الاسلام .... (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام کا جواب)
- تلاش حق ...... (معیارِ حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف) • التحقیق فی جواب التقلید (تقلید کا رد)
- ذہن پرستی .... (ادیان اجداد کا ذہن پر اثر۔ شرک کی ایک قسم)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین .... (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری و صحیح مسلم
ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات، ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- تاریخ مطوّل .... {حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خلافتِ عثمانیہ (ترکیہ) تک کے صحیح ترین اور مستند حالات (زیر ترتیب)}

پتہ :- مرکزی مسجد المسلمین
کھوکرا پار، گیلان آباد ۲/۲ نمبر، نزد ملیر، کراچی۔

ہماری بعض مطبوعات

- امام ابو حنیفہؒ پر بہتانِ عظیم
- تقلید شرک ہے۔
- مسلک پرستی کی بنیاد۔
- فتوے اسلام نہیں۔
- فتووں کا تصادم۔
- غیر شائستہ فتوے۔
- تاریخ کا کفر۔
- سوادِ اعظم کا ڈھول۔
- تصوّف کی حقیقت۔
- فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت نہیں۔
- اسلام میں فرقے نہیں۔
- اسلام کی مسخ شدہ شکلیں۔
- فرقوں میں اسلام نہیں۔
- تبلیغی جماعت کو تبلیغ۔
- تقدیر کا منکر۔
- مشکل کشاء (کلمہ طیبہ کی تفسیر)
- تحریف قرآن اور تقیّہ
- عقیدہ حاضر و ناظر۔
- حدیث بھی کتاب اللہ ہے۔
- وسیلہ (قرآن مجید کی روشنی میں)
- اسلام کا نظریہ امامت۔
- ایمان و ہدایت کا معیار۔
- زلزلوں پر زلزلہ۔
- سکتے اور قرأت خلف الامام۔
- اسلام کا نظریہ شفاعت۔
- علماء کو اتحاد کی دعوت۔
- شریعت سازی کس کا حق؟
- اللہ خدا نہیں۔
- مولانا صرف ایک ہے۔
- بدعتِ حسنہ کی شرعی حیثیت
- فضائل دعاء۔
- اجتہاد کا دروازہ۔
- تقلید کو کس نے واجب کیا؟
- عقیدہ ایصالِ ثواب۔
- تحقیق میں نظریہ پرستی۔
- اسلام پر دبیز پردے۔
- مناظرہ۔
- مُہرِ جباریت۔
- رفع یدین فرض ہے۔
- ختم نبوت سے انکار کفر ہے۔
- مسلک اہلحدیث کی حقیقت۔
- دعوتِ اسلام۔
- عذابِ قبر۔
- دعوتِ حق۔
- حق کیسے غالب ہوتا ہے؟
- احکامِ رمضان۔
- اسلام کا نظریہ خلافت و حکومت۔
- الجماعۃ

- اسلامی قانون میں حالات و زمانہ کی رعایت۔
- مجلس واحد میں تین طلاقیں ایک کیوں نہیں؟
- صحیح احادیث کو پرکھنے کے جدید معیارات۔
- ہر فرقے کا رسول ایک سنتیں سب کی الگ الگ
- اجماع، اجتہاد اور قیاس کی شرعی حیثیت۔
- مودودی صاحب کا نظریہ الہام وتفہیم۔
- لغات القرآن (مع قوائد، ماضی، مضارع اور مصادر
- قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر میں تحریف۔
- ایک سلام سے تین وتر جائز نہیں (مع جلسہ استراحت)
- اسلام کا نظریہ ولی، ولایت اور اولیاء۔
- جمہوریت ۳۶۰ بتوں کا ایک بت۔
- زکوٰۃ کے مصارف (قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں
- مسنون نماز (قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں
- رؤیت ہلال (قرآن، احادیث اور علم فلکیات کی روشنی میں
- تفسیر قرآن عزیز (ایک جلد میں مکمل
- معرکہ حق و باطل (بجواب فیضانِ سنت
- اولیاء اللہ (قرآن مجید و صحیح احادیث کی روشنی میں
- تکبیر کا تکبّر

ادارہ مطبوعات اسلامیہ ۲/۱۶۲ حسین آباد ۱۔ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ فون ۶۳۲۴۱۰۴